سیرتِ نبویؐ کے مطالعہ کی ضرورت واہمیت

ڈاکٹر طاہرہ بشارت☆

انسان اپنی فطرت و طبیعت کے اعتبار سے نمونہ کا محتاج ہے اور کوئی کام بھی بغیر نمونہ کے نہیں کر سکتا۔ اس کی بود و باش نمونہ کی متقاضی ہے' اس کی بولی نمونہ چاہتی ہے' لباس نمونہ کی تقلید چاہتا ہے' غرض انسان اپنی حرکت و سکون میں کسی کو نمونہ بنائے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ ایک انسان کی طرح اجتماعی طور پر دنیا بھی ایک نمونہ اور اسوۂ حسنہ کی شدید محتاج ہے۔ اور نمونہ وہی ہو سکتا ہے جو تمام امور میں' خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات' عقائد ہوں یا اخلاق' سب میں کامل ہو اور اس میں نقص نہ ہو۔ وہ اپنے تمام اوصاف میں کامل' باتوں میں احسن اور امور میں افضل ہو' جس کی ہر بات اور ہر فعل قابل تقلید ہو۔ اور ایسا شخص وہی ہو سکتا ہے جس کی زندگی ہر قسم کے داغ سے پاک اور ہر طرح کے دھبوں سے صاف ہو۔ اور یہ ہستی جو نمونہ کامل ہے' جس کی زندگی معصیت کے داغ سے مبرّا ہے اور جس کی زندگی کمالات اور پسندیدہ امور سے بھری ہوئی ہے اور ہر شعبہ زندگی کے لئے اس کے کئے گئے افعال قابل تقلید ہیں' وہ صرف نبی کریم ﷺ کی ہستی مبارکہ ہے۔ آنحضرت ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الاحزاب ۳۳ : ۲۱)

"در حقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔"

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ﷺ نے جو کام بھی کیا وہ آنے والوں کے لئے ایک روشن دلیل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے مطالعہ کی اہمیت اس لئے ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں کے لئے جو ہدایت اور جو راستہ آپ ﷺ نے دکھایا ہے وہ سب کے سامنے آ جائے۔ آپ ﷺ زندگی کے ہر شعبہ میں ہر شخص کے لئے اور ہر زمانے کے لئے ایک کامل نمونہ ہیں اور اس نمونہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علومِ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

کی تقلید و پیروی کے لئے رہنمائی آپ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے آگاہی کے ذریعے ہی مل سکتی ہے۔

تاریخ کی دنیا میں ہزاروں لاکھوں اشخاص نمایاں ہیں جنہوں نے آنے والوں کے لئے اپنی اپنی زندگیاں نمونہ کے طور پیش کی ہیں۔ ایک طرف شاہانِ عالم کے شان و شکوہ والے دربار ہیں' ایک طرف سپہ سالاروں کے جنگی پرے ہیں' ایک طرف حکماء اور فلاسفروں کا ذہین گروہ ہے' ایک طرف فاتحینِ عالم کی پُرجلال صفیں ہیں' ایک طرف شعراء کی بزمِ رنگین ہے' ایک طرف دولت مندوں اور خزانوں کے مالکوں کی نرم گدیاں اور کھنکھناتی تجوریاں ہیں' ان میں سے ہر ایک کی زندگی آدم کے بیٹوں کو اپنی اپنی طرف کھینچتی ہے۔ غرض دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں جو بنی آدم کی عملی زندگی کے لئے سامنے ہیں۔ لیکن ان مختلف اصنافِ زندگی میں سے کسی کی زندگی نوعِ انسان کی سعادت اور فلاح و ہدایت کی ضامن اور اس کے لئے قابلِ تقلید نمونہ نہیں رہی کہ اس پر چل کر منزلِ مقصود پالی جائے۔ یہ قابلِ تقلید نمونہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ہستی سے دنیا کو میسر آیا جس میں ہر انسان کی زندگی میں ہر شعبے اور ہر قدم پر ہدایت و رہنمائی ہے۔[1]

مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں :

"انسانی زندگی کی تاریخ کے منظر سے اس حیرت انگیز انسان کی بلند و بالا شخصیت اتنی ابھری نظر آتی ہے کہ ابتدا سے لے کر اب تک کے بڑے بڑے تاریخی انسان' جن کو دنیا اکابر (Heroes) میں شمار کرتی ہے' جب اس کے مقابلے میں لائے جاتے ہیں تو اس کے آگے بونے نظر آتے ہیں۔ دنیا کے اکابر میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے کمال کی چمک و دمک انسانی زندگی کے ایک دو شعبوں سے آگے بڑھ سکی ہو۔ کوئی نظریات کا بادشاہ ہے' مگر عملی قوت نہیں رکھتا۔ کوئی عمل کا پتلا ہے' مگر فکر میں کمزور ہے۔ کسی کی نظر اجتماعی زندگی کے ایک پہلو پر اتنی گہری جمی ہے کہ دوسرے پہلو اوجھل ہو گئے۔ کسی کے کمالات سیاسی تدبر تک محدود ہیں۔ کوئی محض فوجی ذہانت کا مظہر ہے۔ کسی نے اخلاق اور روحانیت کو لیا تو معیشت و سیاست کو بھلا دیا۔ کسی نے معیشت و سیاست کو لیا تو اخلاق و روحانیت کو نظرانداز کر دیا۔ غرض تاریخ میں ہر طرف یک رخے ہیرو نظر آتے ہیں' مگر تنہا ایک ہی شخصیت ایسی ہے جس میں تمام

کمالات جمع ہیں۔ وہ خود ہی فلسفی اور حکیم بھی ہے اور خود ہی اپنے فلسفہ کو عملی زندگی میں نافذ کرنے والا بھی۔ وہ سیاسی مدبّر بھی ہے، فوجی لیڈر بھی ہے، واضعِ قانون بھی ہے، معلمِ اخلاق بھی ہے، مذہبی اور روحانی پیشوا بھی ہے۔ اس کی نظر انسانیت کی پوری زندگی پر پھیلتی ہے اور چھوٹی چھوٹی تفصیلات پر جاتی ہے۔ کھانے اور پینے کے آداب، جسم کی صفائی کے طریقوں سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک ایک ایک چیز کے متعلق وہ احکام و ہدایات دیتا ہے۔ اپنے نظریات کے مطابق ایک تہذیب وجود میں لاکر دکھاتا ہے اور زندگی کے تمام مختلف پہلوؤں میں ایسا صحیح توازن قائم کرتا ہے کہ افراط و تفریط کا کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ کیا اس جامعیت کا حامل دوسرا کوئی شخص کسی کی نظر میں ہے؟؟"(۲)

اسلامی نظریۂ حیات کے مصنف نے سیرت کے مطالعہ کے متعلق لکھا ہے :

"سیرتِ نبوی ﷺ سے آگاہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دائمی عالمگیر نمونۂ عمل صرف حضرت محمد ﷺ کی سیرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے جو نظام بنایا ہے وہ یہ ہے کہ مختلف قوموں کے پاس اللہ کے رسول وحی الٰہی لے کر آئے اور انہوں نے اپنی زندگی اور اسوۂ حسنہ سے ان تعلیمات کے عملی پہلو کو روشن کر دیا۔ اللہ کا یہی قانون ہے کہ اس نے اول روز سے ہی انسان کو نبیوں کی رہنمائی سے سرفراز فرمایا اور اس طرح انسانی تاریخ کا آغاز ہدایت و روشنی میں ہوا، ظلمات اور تاریکی میں نہیں۔ پھر یہ روشن سلسلہ برابر جاری و ساری رہا اور ہر دور اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کے ذریعے اپنی ہدایات انسانوں تک پہنچائیں۔ اس سلسلے کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے جن کو اسلام کی تعلیم دی تاکہ سارے جہان میں پھیلا دیں۔ (۳)

خطباتِ مدراس میں نبی کریم ﷺ کے حوالے سے لکھا ہے :

"حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اس دنیا میں اپنے اپنے وقت اور اپنی اپنی اقوام کے لئے آئے اور گزر گئے، ہر ایک نے اپنے زمانے کے مناسب حال، اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزانہ نمونہ پیش کیا۔ کسی نے صبر، کسی نے ایثار، کسی نے زہد غرض ہر ایک نے دنیا میں انسان کی پُر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک ایک مینار قائم کر دیا جس سے صراطِ مستقیم کا پتہ لگ سکے، مگر ضرورت تھی ایک ایسے

رہنما اور رہبر کی جو اِس سرے سے لے کر اُس سرے تک پوری راہ کو اپنی ہدایت و عملی نمونہ سے روشن کر دے۔"(۴)

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حق تعالیٰ جل شانہ نے کتاب کی شکل میں قرآن کریم عطا کیا کہ جس نے قیامت تک کے آنے والے تمام انسانوں' تمام قبائل و خاندان' ہر رنگ و نسل اور علاقے میں رہنے والوں کے مسائل اصولی انداز میں حل کر دیئے۔ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ امّتِ محمدیہ ﷺ کو عطا کی گئی۔ قرآن کتاب ہے' آپؐ کی زندگی اس کا عملی نمونہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا جامع اُسوۂ حسنہ اور آپؐ ہی کا انتخاب عملی پیروی کے لئے ہونا چاہئے اور اس یقین کے ساتھ کہ اب آپؐ ہی اللہ کے رسول ہیں۔(۵)

نبی کریم ﷺ کا اُسوۂ حسنہ اور آپؐ کی سیرت و نبوت کسی ایک قوم' ملک یا دَور کے لئے مخصوص نہیں' بلکہ تمام نوعِ انسانی کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے عام ہے۔ اور یہی بات حق تعالیٰ نے یوں فرمائی :

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ﴾ (سبا ۳۴ : ۲۸)

"(اے نبیؐ!) ہم نے آپ کو بھیجا ہی تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر ہے۔"

ایک اور جگہ فرمایا :

﴿ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾

(الاعراف ۷ : ۱۵۸)

(اے نبیؐ!) کہہ دیجئے : اے لوگو! میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ہوں۔"

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ظاہری و باطنی اوصاف کے اعتبار سے ایک مکمل ذات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی ذات نسل انسانی کے تمام افراد کے لئے زندگی کے روحانی و مادی پہلوؤں میں رہنمائی کا مرتبہ رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات ایک آفتاب ہے جس کی نورانی کرنیں مؤمنوں کی کائناتِ قلبی کو منور کرتی ہیں۔ آپ ﷺ بدرِ کامل ہیں جس کی ٹھنڈی میٹھی روشنی تسکین جان کا باعث ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت جامعِ صفات اور کمالات ہے۔ آپ ﷺ نے رئیس مملکت' جرنیل' جج' امام' مدبّر غرض ہر حیثیت سے ایک عمدہ نمونہ پیش کیا۔(۶)

"غرض ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف

مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو صرف حضرت محمد ﷺ کی سیرت ہے۔"(۷)

آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس میں انسانی زندگی کی تمام حیثیتیں جمع تھیں۔ آپ کی حیثیت ایک انسان، ایک باپ، ایک شوہر، ایک دوست، ایک خانہ دار، ایک تاجر، ایک افسر، ایک حاکم، ایک سپہ سالار، ایک بادشاہ، ایک استاد، ایک واعظ، ایک مرشد، ایک زاہد و عابد اور ایک پیغمبر کی نظر آتی ہے اور جامع ہے۔ (۸)

آپ کی ذات اعلیٰ و کامل نمونہ ہے۔ اور کسی انسانی سیرت کے دائمی نمونہ عمل بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام صحیفہ حیات سامنے ہوں اور کوئی واقعہ پردۂ راز یا ناواقفیت کی تاریکی میں نہ ہو۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے اور اس کی جامعیت و عملیت کو اجاگر کیا جائے۔ (۹)

نبی کریم ﷺ کی شخصیت کی جامعیت اور ہر شعبہ میں آپ کے اسوہ کو نعیم صدیقی نے اس طرح پیش کیا ہے:

"حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے مدرسے سے ایک حاکم، ایک امیر، ایک وزیر، ایک افسر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک جج، ایک معلم، ایک واعظ، ایک رہنما، ایک انقلابی، ایک فلسفی، ایک ادیب اور ایک اُمّی ہر کوئی یکساں درسِ حکمت و عمل لے سکتا ہے۔ وہاں ایک باپ کے لئے، ایک ہم سفر کے لئے، ایک دوست کے لئے، ایک پڑوسی کے لئے، ایک شوہر کے لئے اور ایک سربراہ کے لئے یکساں مثالی نمونہ موجود ہے۔ ایک بار جو کوئی اس درس گاہ تک آ پہنچتا ہے اس کو پھر کسی دوسرے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ انسانیت جس آخری درجہ کمال تک پہنچ سکتی تھی وہ اس نیک ہستی میں جلوہ گر ہے۔ اس لئے اس ہستی کو انسانِ اعظم ﷺ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ تاریخ کے پاس انسان اعظم ﷺ صرف یہی ایک ہے، جس کو چراغ بنا کر ہر دور کے ایوانِ حیات کو روشن کر سکے۔ کروڑوں افرادِ انسانی نے اس سے روشنی لی۔ لاکھوں بزرگوں نے اپنے علم و فضل کے دیئے اسی کی لو سے جلائے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں اس کا پیغام گونج رہا ہے اور دیس دیس پر گہرے اثرات اس کی دی ہوئی تعلیم کے پڑتے ہیں۔ کوئی انسان نہیں جو اس انسانِ کامل و اعظم کا کسی پہلو سے زیر بارِ احسان نہ ہو۔"(۱۰)

اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ کی ذات جامعیت و کاملیت کی حامل ہے' جس کے بارے میں قاری طیب اپنے مقالے "سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول" میں اس طرح لکھتے ہیں :

"سرکارِ دوعالم' فخرِ بنی آدم' رسول الثقلین حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پہنائیوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں' بلکہ ایک عالمگیر اور بین الاقوامی سیرت ہے جو کسی شخص واحد کا دستورِ زندگی نہیں' بلکہ جہانوں کے لئے مکمل دستورِ حیات ہے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا جائے گا اسی حد تک انسانی زندگی کی استواری و ہمواری کے لئے اس سیرت کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی جائے گی۔

آپ ﷺ کی سیرت ذکر و فکر کا مجموعہ تھی اور کامل امتزاج بھی۔ جہاں آپؐ کی عبادت ان دونوں روحوں کا مظہر تھی وہاں آپؐ کی سیاست بھی ان دونوں روحوں سے عبادت کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ سرکارِ دوعالم ﷺ خلیفہ الٰہی بھی ہیں' معاملات کے فیصلے بھی دے رہے ہیں' دیوانی اور فوج داری مقدمات بھی فیصل فرما رہے ہیں' جہاد کے لئے لشکر بھی بھیج رہے ہیں' غنائم کی تقسیم بھی کر رہے ہیں' حدود و قصائص کا اجراء بھی ہو رہا ہے' فتوحاتِ ممالک کا سلسلہ بھی جاری ہے' صوبوں اور نئی حکومتوں میں گورنر بھی مقرر کر رہے ہیں' مگر یہ سب صحنِ مسجد میں ذکر اللہ اور آخرت کے ساتھ کیا جا رہا ہے' یعنی سب کچھ عبادتِ الٰہی کے دائرہ میں ہو رہا تھا۔ اور یہی آپؐ کی سیرت کا امتیازی اور غالب پہلو ہے۔ آپؐ کی جامعیت ہی ایمان و مادیت' امارت و مسکنت' خلافت و عبادت کا کامل اجتماع و امتزاج ہے' حتیٰ کہ غزوات میں آپؐ بہ نفس نفیس قیادت فرماتے' لیکن عبادت کا رنگ غالب رہتا۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت میں جہاں گلیم پوشی ہے وہیں عالمی حکمرانی بھی ہے' جہاں شاہی ہے وہیں درویشی بھی' جہاں "اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبَ" کا نعرۂ جلال ہے وہیں "لَا تَقُوْلُوْا اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی" کا نعرہ جمال بھی ہے۔ وہاں جس طرح ایک ہاتھ میں "کتاب مبین" ہے وہیں دوسرے ہاتھ میں اعلاءِ کلمتہ اللہ کی چمکتی تلوار بھی ہے' وہاں جس طرح "بغض فی اللہ" کا رجز ہے وہیں "حُب فی اللہ" کے تحت مکہ کو "اَنْتَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ" کا خطاب دیا ہے' وہاں جس طرح خانگی زندگی میں حمیراء قلبی کے

محبت آمیز مخاطبات ہیں وہیں بین الاقوامی زندگی میں سلاطین خطاب فرامین نبوت بھی ہیں۔ غرض "انا الزھرک" اور "انا القتال" کے نعرے بیک وقت جمع ہیں اور شدت و رحمت ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ اللہ کی طرف سے اپنے رسول کو یہ بھی حکم ہے کہ ﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ﴾ اور یہ امر بھی ہے کہ ﴿ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ﴾ نہ شدت میں رحمت مانع ہے نہ رحمت میں شدت' نہ جہاد میں مجاہدہ نفس خارج ہے' نہ مجاہدہ میں جہاد' قاہرانہ اور مشفقانہ دونوں شاخیں جمع ہیں۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ "اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ" اور سچا ارشاد ہے' اور یہ بھی ارشاد ہے کہ "اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا" اور بجا ارشاد ہے۔ جلو میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ' جابر بن عبداللہؓ اور عثمانؓ جیسے صحابہ بھی ہیں اور ابوذر غفاریؓ' مقدادؓ' عمار بن یاسرؓ اور ابو ہریرہؓ جیسے فقراء صحابہ بھی ہیں۔ حضرت عمرؓ اور خالدؓ جیسے تلوار کے دھنی اور شجاعانِ عرب بھی قدموں سے لگے ہوئے ہیں اور زید بن ثابتؓ اور حسان بن ثابتؓ جیسے جامع صفات صحابی بھی' جو ایک امت واحدہ ہیں تابع فرمان ہیں۔ ان سب پر رحمتِ نبوت کی کرنیں یکساں پڑ رہی ہیں' لیکن نہ اغنیاء کو فقیر ہو جانے کی ہدایت ہے نہ فقراء کو اغنیاء بن جانے کا امر ہے' نہ اربابِ سیف کو قلم سنبھالنے کی ہدایت ہے نہ اربابِ قلم کو تلوار پکڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے' بلکہ سب اپنے اپنے طبقے اور حال میں رہ کر اپنی استطاعت کے مطابق بارگاہِ حق میں واصل ہو رہے ہیں۔ اسی جامع سیرت پر آپؐ نے اپنی امت کو تربیت دی اور یہی جامعیت و اعتدال امت سے ہمہ وقت مطلوب ہے جو اس سیرت سے آگاہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

اس سیرت سے اُس وقت کی مضطرب دنیا کو امن و چین ملا تھا اور اسی سیرت سے آج کی دنیا کو بھی راہ دکھانے کا راستہ مطلوب ہے۔ پس آج دولت و عزت' وجاہت' حکومت سب کچھ مل سکتا ہے' لیکن اس سیرت میں اسے رنگ دیئے بغیر وہ مقبولیت و اثر پیدا نہیں کر سکتی اور یہ سب سیرت کے مطالعے اور اس سے آگاہی کے بغیر ممکن نہیں۔"(۱۱)

مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ سیرت کے مطالعے کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"نبی کریم ﷺ کی سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اپنی شخصی

زندگی سے اپنی تحریک کے اصولوں کا اور ہر اس چیز کا جس کے لئے یہ تحریک اٹھی تھی' پورا پورا مظاہرہ کیا۔ ان کی ہر بات' ہر فعل اور ہر حرکت سے اسلام کی حقیقی روح ٹپکتی تھی اور آدمی کی سمجھ میں آتا تھا کہ اسلام کیا ہے۔ اس میں آپ نے اپنے ملک' اپنی قوم یا خاندان و قبیلے کسی کے مفاد کی پروانہ کی۔ آپ پر ایمان لانے والے غیر اپنے تھے اور ایمان نہ لانے والے اپنے غیر۔ اسی چیز نے لوگوں کو آپ کی حق پرستی کا قائل کیا کہ آپ انسانیت کی فلاح کے لئے اٹھے ہیں۔"(۱۲)

نبی کریم ﷺ کی سیرت تمام انسانوں کے لئے چشمہ ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے آگاہی اس کے مطالعے سے ہی ممکن ہے۔ اس وجہ سے ایک انسان اور بطورِ خاص ایک مسلمان کا آپ کی سیرت کا جاننا اور اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ اس طرح فرماتے ہیں کہ :

"سیرت کے مطالعہ کی اہمیت و ضرورت تین طرح سے ہے۔ مسلمانوں کے لئے' غیر مسلموں کے لئے اور بلا امتیاز ہر کسی کے لئے۔

سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت کی اہمیت کسی تفصیل کی محتاج نہیں۔ اسلامی قوانین و عقائد کا یہ ایک مسلّمہ کلیہ قاعدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ہر قول و فعل حتیٰ کہ اپنے صحابہ میں ہر گوارا کی گئی اور روا رکھی ہوئی چیز قانونی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلامی زندگی محض قرآن نہیں' بلکہ رسول کی پیروی و اتباع ہے' کیونکہ سیرت کا کوئی پہلو بھی وحی سے خالی نہیں۔"(۱۳)

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ ﴾

(النجم ۵۳ : ۳'۴)

"وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے' یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔"

یعنی سیرت پر عمل کرنا اور اسے نمونہ سمجھنا اتنا ضروری ہے جتنا احکامِ خداوندی پر۔

﴿ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾

(الحشر ۵۹ : ۷)

"جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے وہ روک دیں اس سے رُک جاؤ۔"

سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ جب ایک شخص یہ کہے کہ میں تمہارے فائدے کی بات بے غرضانہ چاہتا ہوں تو اسے تسلیم کرنے والا اسے سننے کے بعد فیصلہ کرے گا کہ وہ بات سننے کے قابل ہے یا نہیں۔ اس وجہ سے جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور دعوت دی تو اوچھے لوگوں نے تمسخر و استہزاء کیا اور مخالفت کی اور سنجیدہ لوگوں نے اس کی بابت دریافت کیا اور دعوت قبول کی۔ آج بھی اگر کسی غیر مسلم سے بات ہو تو بحیثیت مسلمان ہمیں اپنے پیغمبر و ہادیٔ برحق کی سیرت سے آگاہی ہونی چاہئے۔ اور ہر کسی کے لئے چند بنیادی اصولِ زندگی باعث فیصلہ ہیں' یعنی نیکی و بدی۔ اور آپؐ کی سیرت میں اور طرزِ تعلیم میں ہمارے لئے کھل کر بیان کر دیا گیا ہے کہ راہِ حق کون سی ہے اور کس کی اتباع و پیروی کرنی ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے مطالعہ کی ضرورت اس لئے ہے کہ آپؐ کے پیغام کی مشعل ہمارے سامنے اور پوری انسانیت کے سامنے ایک بار پھر نور پاش ہو اور قافلہ زندگی دورِ حاضر کی تاریکیوں میں جادۂ فلاح کا سراغ پالے' جس طرح چھٹی صدی عیسوی کے بحران سے نجات پانے کا طریقہ ملا تھا! بقول شاعر ؎

مرے حضورؐ کے در پر لگی ہے سب کی نگاہ
مرے نبیؐ سے ہے وابستہ خلق کی بہبود
نبیؐ کے دم سے روانی ہے نبضِ دوراں میں
نبیؐ کے عزم سے ہے پاش پاش سحرِ جمود
مرے نبیؐ کی ضرورت ہے ہر جگہ ہر دم
ہو عرصہ گاہِ قیامت' عدم ہو یا موجود!

(حفیظ تائب)

مراجع و مصادر

۱) سید سلیمان ندوی' خطباتِ مدراس' ص ۲۳
۲) سید ابوالاعلیٰ مودودی' سیرت سرورِ عالم ﷺ' ج ۱' ص ۱۱۸
۳) خورشید احمد' اسلامی نظریہ حیات' ص ۲۳۴
۴) خطباتِ مدراس' ص ۳۵

(باقی صفحہ ٦٦ پر)